ایک اور شہید...........!!!

مولانا محمد ازہر (جامعہ خیر المدارس ملتان)

رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں عالم ربانی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان (قدس سرہ) کی المناک شہادت نے ملت اسلامیہ کو ہلا کر دیا ہے۔ ننگ انسانیت قاتلوں نے مولانا حسن جان جیسی ہستی کو اپنی درندگی اور بربریت کا نشانہ بنا کر پورے عالم اسلام کو ایک صاحب بصیرت عالم بے بدل اور بے مجاہد سے محروم کر دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخبارات نے انہیں ممتاز عالم دین لکھا' علم میں امتیاز رکھنے والے اور بھی بہت سے حضرات موجود ہیں۔ سابق ممبر قومی اسمبلی کیا' قومی اسمبلی کے بقہ اور موجودہ سینکڑوں ممبر موجود ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا نائب صدر بتایا' وفاق المدارس کے مناصب پر اور بھی کئی بھاری بھرکم شخصیات فائز ہیں۔ یت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما کی حیثیت سے تعارف کروایا' جمعیت کے مرکزی قائدین کہلانے والے دیگر حضرات بھی موجود ہیں' حقیقت یہ ہے کہ شیخ یث حضرت مولانا حسن جان رحمہ اللہ ان نسبتوں اور تعریفوں سے بہت بلند تھے۔

وہ علمائے دیوبند کی نسبتوں کے امین اور دینی فکر ومعیار کا ایک روشن مینار تھے' انہیں دیکھ کر اسلاف کے اخلاص وللہیت' تصلب فی الدین اور دینی رت وحمیت کا پتہ چلتا تھا' وہ علوم نبوت کی طرح اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور یادگار تھے۔ وہ صرف چراغ نہیں گو ہر شب چراغ تھے جن کے بعد اب اغوں میں روشنی نہیں رہی' ان کی منور جبیں سے علمائے ربانیین کا ایسا نور جھلکتا تھا کہ دل کی گہرائیوں سے ان کے خدا رسیدہ ہونے کی صدا بلند ہوتی تھی' وہ اسلامی و ربی دنیا کے قابل ومعتمد متکلم وادیب تھے۔ ایمان ویقین' تسلیم ورضا اور صبر واستقامت کا پیکر تھے۔ ان میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ جیسی حکمت و یرت اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ جیسا مجاہدانہ بانکپن تھا۔ قحط الرجال کے موجودہ دور میں وہ لاکھوں مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز تھے۔ وہ صحیح معنوں میں یائے علم کا وقار اور عمل کا کوہ گراں تھے ان کے علم وفضل اور تفہیم وتدریس کی شہرت بوئے گل کی طرح علم کے تمام گلستانوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں بلا تامل اخلاص و ثار اور زہد وقناعت میں اسلاف کا نمونہ اور جانشین قرار دیا جا سکتا ہے۔ مولانا کی شہادت سے علمی ودینی حلقے جس نقصان سے دوچار ہوئے ہیں اس کی تلافی شاید توں تک نہ ہو سکے۔

مولانا حسن جان رحمہ اللہ **1938**ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار مولانا اکبر علی جان اور مقامی مدارس سے حاصل کی' جس کے بعد دیث وفقہ کی اعلیٰ تعلیم کیلئے مدینہ منورہ تشریف لئے گئے۔ آپ کے ہمراہ جانے والوں میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے استاذ حضرت مولانا بداللہ کاکاخیل بن حضرت مولانا نافع گل رحمہ اللہ اور جامعہ بنوری ٹاؤن کے موجودہ مہتمم مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بھی تھے۔ اس سال یہ تینوں پاکستانی علماء ل' دوئم اور سوم آئے۔ مولانا حسن جان رحمہ اللہ نے گولڈ میڈل حاصل کیا اور ان تینوں حضرات نے عالمی سطح پر پاکستان اور علمائے دیوبند کے نام اور وقار میں ضافہ کیا۔ مولانا حسن جان کی قابلیت' صلاحیت اور ذہانت کے لیے مدینہ منورہ کے قیام نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ عربی ادب میں ان کی تقریر وتحریر علمائے عرب کے لئے بھی خوشگوار حیرت کا باعث ہوتی تھی۔ چار ماہ قبل جب پاکستان میں امام حرم مکہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس تشریف لائے تو اسلام آباد میں ان کے اعزاز میں دی ئی ایک تقریب میں حضرت مولانا حسن جان نے بھی عربی خطاب فرمایا۔ امام محترم' مولانا کی فصاحت وبلاغت' قادر الکلامی' موضوع پر گرفت اور فصیح عربی سے اس ر متاثر ہوئے کہ خطاب کے بعد بے ساختہ اٹھے اور عربی کی روایت کے مطابق مولانا مرحوم کی پیشانی پہ بوسے دیتے ہوئے بغل گیر ہو گئے اور دیر تک ان کے طاب کی داد دیتے رہے۔ مولانا قدس سرہ اصلاً تعلیم وتدریس کے شہسوار تھے اس لیے آپ نے پشاور صدر میں مال روڈ پر واقع جامعہ امداد العلوم کی بنیاد رکھی۔ آپ ی تدریس کی بدولت اس ادارے نے نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔

1990ء میں حضرت مولانا حسن جان رحمہ اللہ نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر اکابر جمعیت کے اصرار پر الیکشن میں حصہ لیا اور این اے **16** ارسدہ سے قوم پرست لیڈر خان عبدالولی خان کو شکست فاش دی۔ خان عبدالولی خان کے لیے اپنی خاندانی سیٹ پر شکست اس قدر افسردگی اور شکستہ دلی کا باعث ی کہ انہوں نے عملی سیاست سے ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیا۔ یاد رہے کہ **1970**ء کے الیکشن میں صوبہ سرحد میں پارٹی پوزیشن اس طرح کی تھی کہ نیشنل عوامی پارٹی ر مسلم لیگ میں صرف وہی پارٹی حکومت بنا سکتی تھی جسے جمعیت علمائے اسلام کے چھ ممبران اسمبلی کی حمایت ملتی اس موقع پر حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نے یعت کی حمایت کے لیے اسلامی نظام کے علاوہ یہ شرط بھی عائد کر دی کہ جمعیت اس پارٹی کو سپورٹ کرے گی جو صوبے کی وزارت علیا جمعیت کو دے گی۔ اس پر بدالولی خان مرحوم نے کہا تھا کہ ''ہمارے ٹکڑوں پر پلنے والے ملاں اب ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہیں'' لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ تکبر آمیز لہجہ اختیار کرنے والے ظنوں کے بل چل کر ''ملاں'' کے دروازے پر آئے اور اس کی حکومت کو بھی تسلیم کیا۔ اسی طرح کے ایک ''ملا'' نے **1990**ء میں اس قوم پرست لیڈر کو ایسی فیصلہ ن شکست دی کہ وہ پھر میدان سیاست میں اٹھ نہ سکا۔

حضرت مولانا حسن جان رحمہ اللہ کی شہادت کے پس پردہ کیا کیا سازشیں کارفرما ہیں' اس کا صحیح اندازہ شاید مستقبل میں ہی لگایا جا سکے۔ مگر ایک یقت شاید تمام پاکستانیوں کو معلوم ہے کہ **2001**ء میں پاکستانی علماء کا جو وفد قندھار میں افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سے ملاقات اور بات چیت کے ئے گیا تھا اس میں حضرت مولانا حسن جان رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔ اسی وفد کے دو ارکان حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان مما اللہ قبل ازیں نامعلوم قاتلوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ حضرت مولانا حسن جان رحمہ اللہ ان نادیدہ ظالم قوتوں کا تیسرا شکار ہیں' جس میں ستانی قوم کیلئے ایک پیغام ہے کہ طاغوتی قوتوں کے ظلم وبربریت کا رقص ابلیس ابھی تھما نہیں اور استعماری طاقتیں پاکستان میں ان تمام چراغوں کو بجھانے کی پے ہیں جو الحاد وبے دینی کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لیے ٹمٹما رہے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی اس مظلومانہ شہادت کو قبول فرمائیں۔ ان شاء اللہ ان کی ادت ایک روز صیہونی گماشتوں' امریکی دلالوں' اسلام کے باغیوں اور پاکستان کے دشمنوں کو ضرور بے نقاب کرے گی۔